Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 32, Sr.No.83, 2011, pp 35 - 44

مجلّہ تحقیق
مجلّہ کلیہ علوم شرقیہ
جلد ۳۲، اپریل۔ جون ۲۰۱۱ء، شمارہ ۸۳

رائے زادہ دونی چند کی غیر مطبوعہ مثنوی مرزا و صاحباں

ڈاکٹر محمد ناصر☆
ڈاکٹر محمد صابر☆☆

Abstract:

Duni Chand Raizadeh alias Bali was a Persian poet and historian who lived in 12th century A.H. No information is available about him from external sources. According to his own statement recorded in Kaigouhar Nameh, he was the son of Meghraj and his father died when he was only seven years old. His book on the Dynasty of Ghakkars, Kaigouhar Nameh, was complided, edited and published by Dr Muhammad Baqir but his 18 Mathnawis were left unpublished. One of those 18, the famous story of Mirza and Sahiban has been edited over here which truely reflects his mastery over Persian language and poetry.

Key words: Sub-continent's Persian poetry, 12th century AH, Duni Chand Raizadeh, Mirza and Sahiban.

برصغیر پاک و ہند میں فارسی زبان و ادب کی جڑیں بے حد گہری ہیں۔ بالخصوص اسلامی عہد میں فارسی برصغیر کی مقامی زبانوں پر بھی حاوی رہی اور اسے سرکاری سطح پر غیر معمولی سرپرستی میسر آئی۔ جس کے نتیجے میں صدیوں پر پھیلے طویل عرصے تک فارسی زبان و ادب نے برصغیر کے اشرافیہ کی تہذیبی

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ فارسی، جامعہ پنجاب، لاہور
☆☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ فارسی، جامعہ پنجاب، لاہور

علامت کے طور پر فروغ پایا۔ لیکن یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں کہ مسلمانوں کے دور عروج میں غیر مسلم ادیبوں اور شاعروں نے بھی فارسی زبان وادب کی ترویج میں اپنا کردار بھرپور انداز میں ادا کیا۔(۱) فارسی نہ صرف مغلوں کے دربار کی سرکاری زبان رہی ہے بلکہ سکھوں نے بھی اسے سرکاری و درباری زبان کی حیثیت دیے رکھی۔(۲)

برصغیر میں مسلمانوں کے عہدِ زوال میں بھی مسلمان ادیبوں اور شاعروں کے ساتھ ساتھ غیر مسلم سخنوروں نے فارسی سے وابستگی برقرار رکھی۔ اسی عہد کا ایک نامور شاعر، ادیب اور تاریخ نگار، فرزند پنجاب و پوٹھوہار دونی چند رائے زادہ ہے، جو بالی کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ بارہویں صدی ہجری کے اس شاعر اور مورخ کے والد کا نام رائے زادہ میگھراج تھا۔ دونی چند بچپن ہی میں باپ کی شفقت سے محروم ہو گیا۔(۳) لیکن بچپن ہی میں، اس نے علوم حرب کے ساتھ ساتھ علمِ موسیقی میں بھی مہارت حاصل کر لی۔ اسے سیر و سیاحت کا بھی بے حد شوق تھا اور اس کے ساتھ ساتھ طبابت سے بھی شغف رکھتا تھا۔ بلکہ بعض روایات کے مطابق باقاعدہ مطب بھی کرتا تھا اور مریض اس کے ہاتھوں سے شفا بھی پاتے تھے۔(۴) لیکن جلد ہی اس نے یہ شغل ترک کر دیا اور سلطان دلاور خان گکھڑ (دورۂ حکومت ۱۱۱۷۔۱۱۳۹ھ) کی خدمت میں آ گیا اور درباری منشی کے طور پر خدمات انجام دینے لگا۔ کہتے ہیں کہ مدار المہام کی دشمنی اور اپنی کسی خطا کے سبب معزول ہوا اور قید میں ڈال دیا گیا۔ کئی برس بعد رہائی نصیب ہوئی تو بغداد کا رخ کیا اور بارہ برس اسی سرزمین میں بسر کر دیے۔ بعد ازاں اپنے وطن پوٹھوہار لوٹ آیا۔(۵) سیر و سیاحت کا شوق تو بچپن ہی سے تھا، پس ایک بار پھر پنجاب کی سیر کو نکل پڑا اور ملتان، گجرات اور سیالکوٹ سے گزرتا ہوا ریاست جموں تک جا پہنچا۔(۶) اور ریاست جموں کے راجہ کے دربار تک رسائی حاصل کر لی۔ کہتے ہیں کہ ایک روز ریاست جموں کے حکمرانوں کی دلیری اور بہادری کے قصے سنائے جا رہے تھے تو دونی چند کی غیرت جوش میں آئی اور اس نے اپنے ممدوحین یعنی گکھڑ خاندان کی شجاعت کی داستان سنانا شروع کر دی۔ چونکہ وہ خود کو اسی خاندان کا پروردہ اور نمک

خوار گردانتا تھا۔ راجۂ جموں کے درباریوں نے اس کے دعوؤں کے اثبات کے لیے گکھڑ خاندان کی شجاعت پر کہے گئے اشعار کا تقاضا کیا، اس پر دونی چند نے چند ہی روز میں پوٹھوہاری زبان میں گکھڑ خاندان کا منظوم شجرۂ نسب راجۂ جموں کو بھجوا دیا اور خود فارسی زبان میں کیگو ہرنامہ لکھنے میں مشغول ہو گیا۔ یہ کتاب ۱۱۳۷ھ میں مکمل ہوئی۔(۷)

دونی چند کے حالات زندگی کے بارے میں محدود معلومات ملتی ہیں، جن کا بنیادی ماخذ خود اسی کی تصنیف کیگو ہرنامہ ہی ہے۔ دونی چند کی وفات کے بعد اس کے بیٹے رائے زادہ برجناتھ اور بعد ازاں اس کے پوتے رائے زادہ رتن چند نے مذکورہ کتاب میں اضافات کیے۔ بعد ازاں ایک اور مصنف عزت رائے نے بھی کتاب میں چند اضافے کیے۔ یہ کتاب ڈاکٹر باقر کے زیر اہتمام پنجابی ادبی اکادمی لاہور سے زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے۔(۸)

ڈاکٹر محمد باقر نے کیگو ہرنامہ کی تصحیح و تدوین کرتے ہوئے درج ذیل چار مخطوطات کو پیش نظر رکھا۔(۹)

۱۔ مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری، لندن، انگلستان

۲۔ مخطوطہ برٹش میوزیم لندن، انگلستان

۳۔ مخطوطہ ذاتی کتابخانہ محمد گلزار خان

۴۔ مخطوطہ ذاتی کتابخانہ غازی الدین حیدر

دلچسپ امر یہ ہے کہ مذکورہ بالا چار مخطوطات جو ڈاکٹر محمد باقر کے پیش نظر رہے، کے علاوہ جامعۂ پنجاب لاہور کے مرکزی کتب خانہ میں اسی کتاب کے پانچ دیگر مخطوطات مجموعۂ آذر میں موجود ہیں۔(۱۰)

ڈاکٹر ظہور الدین احمد کی تحقیق کے مطابق مذکورہ پانچ مخطوطات ڈاکٹر محمد باقر کے زیر پیش نظر نہیں رہے۔(۱۱) یہ امر بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ جامعہ پنجاب کے پانچ مخطوطات میں سے دو مخطوطے بہ شمارہ H-55 اور H-112 دیگر مخطوطات کی نسبت زیادہ تفصیلی ہیں۔ اور ان دو مخطوطات میں منثور تاریخ کے ساتھ ساتھ بعض دلچسپ فارسی مثنویاں بھی رائے زادہ دونی چند کے شعری ذوق اور مہارت کے ثبوت ہیں۔ جبکہ دیگر تین مخطوطات میں کوئی بھی مثنوی درج نہیں ہے۔ مذکورہ دو مخطوطات میں درج

فارسی مثنویوں کی تفصیل کچھ یوں ہے:

تعریف قلم، درصفت کاغذ، درشکوہ وشکایت فلک، حکایت یوسف وزلیخا، قصہ لیلی ومجنون، قصہ شیریں وفرہاد، قصہ وامق وعذرا، قصہ رسالو وکوکلا، قصہ سسی وپنوں، قصہ ہیرو ماہی، قصہ مرزا وصاحبہ، قصہ بون وجلال، قصہ سوہنی ومہینوال، قصہ مادھونل وکام کندلا، قصہ سورتھ وبیجا، قصہ رودوجلالی، قصہ مصری وماہی وقصہ باغ این جہان۔

داستان مرزا وصاحباں

مرزا وصاحباں پنجاب کی مشہور عشقیہ داستانوں میں شمار ہوتی ہے۔ جھنگ مردم خیز سرزمین سے وابستہ اس داستان کو متعدد فارسی کو شاعروں نے مثنوی کے قالب میں ڈھالا ہے جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

۱۔ شمع محافل از میر محمد حسین خان متخلص بہ تسکین یہ مثنوی ۱۱۴۵ھ بہ مطابق ۱۷۳۲ء میں مکمل ہوئی۔(۱۲)

۲۔ قصہ میرزا وصاحبہ از خیر اللہ متخلص بہ فدا، فدا کا تعلق لاہور سے تھا۔ اس نے ۲۰۷۸اشعار پر مشتمل یہ مثنوی ۱۱۵۵ھ بہ مطابق ۱۷۴۲ء میں مکمل کی۔(۱۳)

۳۔ شوقنامہ از صادق، شاعر کے حالات زندگی کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں ملتیں صرف اتنا ہی پتا چلتا ہے کہ اس کا تعلق ملتان سے ہی تھا اور اس نے احمد شاہ درانی کی مدح میں اشعار کہے ہیں۔ یہ مثنوی ۱۲۰۱ھ میں مکمل ہوئی۔(۱۴)

۴۔ داستان میرزا وصاحبہ از میر ناصر خان جعفری، ۱۲۲۴اشعار پر مشتمل یہ مثنوی ۱۲۱۹۔۱۲۶۱ھ کے درمیان لکھی گئی۔(۱۵)

۵۔ رائے زادہ دونی چند نے بھی بارہویں صدی ہجری میں قصہ مرزا وصاحبان کو فارسی شعر کے قالب میں ڈھالا یہ مثنوی ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔(۱۶)

خلاصۂ داستان مرزا و صاحباں از رائے زادہ دونی چند

اس داستان کا تعلق دریائے چناب کے کنارے پر واقع شہر جھنگ کے قصبہ سیال سے ہے، جہاں صاحباں نے جنم لیا۔ مرزا، صاحبان کی پھوپھی کا بیٹا اور اس کا ہم عمر تھا۔ مکتب میں ہم نشینی کے باعث دونوں کے مابین الفت وانسیت پیدا ہو گئی جو بعد ازاں عشق و محبت میں ڈھل گئی۔ مرزا اپنے وطن کو لوٹ گیا۔ لیکن دونوں کے درمیان آتش عشق نہ بجھ پائی۔ مرزا صاحباں کے عشق میں بے قرار ہو کر اس کی جستجو کرتا ہوا سیال جا پہنچا۔ دونوں کے درمیان ملاقات نے عشق کی آگ کو مزید بھڑکا دیا۔ دونوں ہجر کے لمحات کی تاب نہ لا پائے، اور انہیں جاں بہ لب دیکھ کر مرزا کی خالہ نے ملاقات کا اہتمام کیا، لیکن جلد ہی یہ راز فاش ہو گیا اور مرزا اپنے گھر کو لوٹ آیا اور صاحباں کی شادی کسی اور جگہ طے ہو گئی۔ مرزا کو علم ہوا تو دوبارہ سیال جا پہنچا۔ شادی سے ایک رات پہلے دونوں فرار ہو گئے لیکن پکڑے گئے اور اُنہیں جلا کر خاکستر کر دیا گیا، اور یوں ان کی محبت کی داستان امر ہو گئی۔

متن مثنوی

قصۂ مسافر این جهان گذران مرزا وصاحبان که رخت جان بر بستد: (۱۷)

۱۔ طاووس دلم خجسته آیین	آراست پری به رنگ زرین
۲۔ در سینه چو شد به روی او باز	پرواز بلند کرد چون باز
۳۔ از شوق به قلم آب نوسی	شد جفت به تختِ نو عروسی
٤۔ چون دست به یکدگر گشادند	از فکر هزار بکر زادند
٥۔ آن تیز طبع برای رابی	رنگین به شعر میرزایی
٦۔ گویند سخن به خوش اداها	بی دهن و زبان زحالِ مرزا
۷۔ هر دُرج سطر که درج بیت اند	از بیت فراق دست بیعت اند
۸۔ مرزا که به عشقِ صاحبان بود	او هم درتابِ سایبان بود
۹۔ این مشتری بود آن چو ناهید	نی نی غلطم که ماه وخورشید
۱۰۔ بشنو مرزا که چه صاحبی کرد	با صاف دلی چه راهبی کرد

۱۱۔ جا داد به سینه جاهلی را	برباد ز کینه کاهلی را
۱۲۔ همراه خود برد صاحبان را	ننمود جز مصاحبان را
۱۳۔ مایوس شدند جمله حاسد	چون مشتری از دوکان کاسد
۱٤۔ گردید ز شب چو روز مطلع	در راه بخفت خفته طالع
۱۵۔ بی تکیه چو دست در کمان کرد	تکیه سر ران صاحبان کرد
۱٦۔ هر دم چو به خانه زین سوار است	چابك دستِ آن که دم شمار است
۱۷۔ خصمانش همه به سینه پُرکین	بر اسب سوار دیده خونین
۱۸۔ در راه چو تیر در رسید ند	از ترکش تیرها کشیدند
۱۹۔ با حلقه کمان کرد حلقه	چون پلك به گرد چشم حلقه
۲۰۔ دیده و دهنش نشانه کردند	از تنگ دهان دهانه کردند
۲۱۔ هر تیر که راه به لب شکر برد	از باغ وفا چونی شکر خورد
۲۲۔ چون بخت زبون سر برآرد	هر تیر سر از سپر بر آرد
۲۳۔ جانش چو به تیر آشنا گشت	از توده تن چو تیر بگذشت
۲٤۔ چون خاك تنش به خاك غلطید	از حسرت یار زمانه لغزید
۲۵۔ بر فلك نمود مهر وماهی	برحال تباهش آه آهی
۲٦۔ هر خانه که عشق آتش افروخت	با شعله هزار خانمان سوخت
۲۷۔ پروانۀ عشق را به صد جا	از سوزش بال و پر چه پروا
۲۸۔ بلبل که ز گل کشید صد خار	هر خار به چشم اوست گلزار
۲۹۔ کی راه بری به گل عذاری	گر دور شوی ز نیش ماری

۳۰۔ رنجور مشو به درد و رنجی   تا دست رسد به کنج گنجی

۳۱۔ در باغ که از خزان امان است   رفت آنکه چو لاله داغ جان است

فنی خصائص پر ایک نظر

بیت۱: طاووس دل: استعارۂ مکنیہ

بیت۲: مصرعۂ اوّل: باز بہ معنی باز شدن یعنی کھل جانا؛ مصرعۂ دوم: باز بہ معنی عقاب۔ تجنیس تام

بیت۴: دست گشادن: کنایہ

فکر، بکر: جناس ناقص

بیت۶: بی دہن و زبان گفتن (بغیر منہ اور زبان کے بولنا): متناقض نمائی یا قول محال

بیت۹: مشتری، ناہید، ماہ، خورشید: مرآعاۃ النظیر و تشبیہات

بیت۱۱: کینہ، سینہ: جناس ناقص

بیت۱۲: صاحبان، مصاحبان: جناس ناقص

بیت۱۴: شب، روز: صنعت تضاد

خفتن طالع (نصیب کا سو جانا): کنایہ

بیت۲۰: دیدہ، دہن، دہان، دہانہ: مرآعاۃ النظیر

دہن، دہان، دہانہ: جناس ناقص

بیت۲۱: باغِ وفا: تشبیہ بلیغ

بیت۲۲: بخت، تیر: تجسیم/تشخیص

بیت۲۴: تن: مشبہ، خاک: مشبہ بہ

بیت۲۵: فلک، مہر، ماہ: مرآعاۃ النظیر

تباہ، آہ، آہی: تجنیس ناقص

بیت۲۶: عشق: تجسیم

بیت ۲۷: پروانۂ عشق: استعارۂ مکنیہ

بیت ۲۸: بلبل، گل، خار، گلزار: مرآعاۃ النظیر

گل، خار: صنعت تضاد

بیت ۲۹: گل عذار: تشبیہ بلیغ

حواشی ومنابع:

۱۔ اس ضمن میں ڈاکٹر سید عبداللہ کی تصنیف ''فارسی ادب میں ہندوؤں کا حصہ'' اہمیت کی حامل ہے۔ یہ کتاب فارسی میں ترجمہ ہو کر تہران شائع ہو چکی ہے۔ تفصیلات کے لیے دیکھئے۔

دیکھئے: سید عبداللہ (۱۹۹۲ء) ادبیات فارسی درمیان ہندوان، مترجم دکتر محمد اسلم خان، بار اوّل، بنیاد موقوفات دکتر محمود افشار، تہران۔

۲۔ سکھوں نے اپنے دورِ حکومت میں فارسی کی اہمیت کو برقرار رکھا۔ اس دور کے تمام فرامین، سرکاری مراسلے اور گزارشات فارسی زبان ہی میں لکھی جاتے رہے۔ حکومت پنجاب کے شعبۂ آرکائیو میں سکھ عہدِ حکومت کے روزنامچے ''اخبارِ دربار'' کے زیرِ عنوان محفوظ ہیں۔ یہ غیر مطبوعہ دستاویزات ۱۸۴۴ء سے ۵۳۔۱۸۵۲ء تک کے حالات و واقعات پر مستند اور معتبر معلومات کے بنیادی مآخذ ہیں۔

۳۔ دونی چند کے حالاتِ زندگی کے بارے میں مزید تفصیلات کے لیے دیکھئے:

Baqir Muhammad, (1965), Kaigauhar Nameh, Punjabi Adabi Academy, Lahore.

۴۔ اس بارے میں مزید جاننے کے لیے ملاحظہ فرمائیے:

احمد، ظہور الدین (۱۹۷۶ء، ۱۹۸۵ء، ۱۹۹۰ء) پاکستان میں فارسی ادب، جلد سوم، جلد

چہارم، جلد پنجم، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔

۵۔ Baqir Muhammad , (1965) Kaigauhar Nameh (p 7)

۶۔ اسماعیل پور، (۲۰۰۱ء)، کیگوھر نامہ، مشمولہ دانشنامہ ادب فارسی در شبہ قارہ، جلد چہارم، بہ اہتمام حسن انوشہ، بار اوّل، سازمان چاپ وانتشارات وزارت فرہنگ وارشاد واسلامی، تہران، ایران، صص ۹۶-۲۰۹۵۔

۷۔ احمد، ظہور الدین (۱۹۷۶ء، ۱۹۸۵ء، ۱۹۹۰ء) پاکستان میں فارسی ادب، جلد سوم، جلد چہارم، جلد پنجم، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔

۸۔ پنجابی ادبی اکادمی نے ڈاکٹر محمد باقر کے انگریزی مقدمے کے ساتھ ۱۹۶۵ء میں لاہور سے شائع کیا۔

۹۔ Baqir Muhammad, (1965), Kaigauhar Nameh

۱۰۔ کیگوہر نامہ کے یہ پانچ مخطوطات مجموعۂ آذر میں بہ شمارہ H,52، H-53، H-54، H-55 اور H-112 میں محفوظ ہیں۔ دیکھیے:

نوشاہی، خضر عباس (۱۹۸۶م) فہرست نسخہ ھای خطی فارسی کتابخانۂ دانشگاہ پنجاب لاہور "گنجینۂ آذر"، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد.

۱۱۔ احمد، ظہور الدین (۱۹۷۶ء، ۱۹۸۵ء، ۱۹۹۰ء) پاکستان میں فارسی ادب، جلد سوم، جلد چہارم، جلد پنجم، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔

۱۲۔ مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے: صدیقی، طاہرہ (۱۹۹۹ء) داستان سرائی فارسی در شبہ قارہ در دورۂ تیموریان، انتشارات مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ص ۱۹۹۔

مزید دیکھیے: باقر، محمد (۱۹۶۵ء) پنجابی قصے فارسی زبان میں، مجلد اوّل، پنجابی ادبی اکادمی،

لاہور، صص ۵۹ تا ۶۷۔

۱۳۔ صدیقی طاہرہ، صص ۱۹۹۔۲۰۰۔

باقر، محمد، ص ۶۸۔۸۰۔

۱۴۔ صدیقی طاہرہ، ص ۲۰۳۔

۱۵۔ ایضاً، صص ۲۰۳۔۲۰۴۔

۱۶۔ احمد، ظہور الدین (۱۹۷۶ء، ۱۹۸۵ء، ۱۹۹۰ء) پاکستان میں فارسی ادب، جلد سوم، جلد چہارم، جلد پنجم، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔

۱۷۔ مخطوطہ H-112 کو بنیادی متن اور مخطوطہ H-55 کو نسخۂ بدل قرار دیا گیا ہے۔